AMJRT 1:1 (2019) pp. 60-79 **ISS No: 2663-4392**

غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا اسلامی فلسفہ: قرآنی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Islamic Philosophy of the Rights of Non-Muslims Minorties: (An Analysis in Qur'ānic Perspective)

محمد مدثر *

Abstract

Islam is complete code of life for entire humankind. According to the Holy Quran all human beings have been created from a single person (Adam). By birth all are equal and have all fundamental rights irrespective of their religion. If a group is numerically inferior to the rest of the population of state in a non-dominant position, will not be considered minority according to Quran. Quran classify people into two different categories: believers and non-believers on the base of their belief instead of numerical value. Minorities enjoy all fundamental rights and freedoms in Islamic territory. This article demonstrates in the light of Quran that Islam does not discriminate between Muslims and non-Muslims in the matter of rights and will clarify the objection of western propaganda that Islam is rigid for non-believers. There are different types of Non-Muslims living in Islamic state as minority. According to Quran, concept of minority is unique, minority does not mean inferior in number. This paper will reveal the types of minorities and their specific rights along with their basic rights too. It has been concluded that Islam is only religion which offers basic human rights at the level of equality irrespective their religion.

Keywords*: Isalmic Philosophy, Non-Mulslims, fundamental rights,* Qur'ānic Perspective

* Lecturer Govt. Degree College Dinga, Gujrat, muddasarwarraich22@gmail.com.

تمہید

اللہ تعالٰی نے اس کائنات کو تخلیق کیا۔ پھر لا تعداد مخلوقات کو تخلیق کیا۔ جن میں چرند، پرند، حیوانات، نباتات اور جمادات وغیرہ شامل ہیں ان میں سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔

ارشادِ باری تعالٰی ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ --- وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴾[1]

"اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی...اور ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی"

اللہ تعالٰی نے انسان کو اشراف المخلوقات بنایا ہے اور اسے عقل اور قوت گویائی جیسی نعمتوں سے نوازا ہے۔ انسان کیلئے زمین کو بچھونا بنایا اور پھر زمین میں بلند و بالا پہاڑ نصب کر دیے اور ان پہاڑوں کے اندر انواع واقسام کی معدنیات کے ذخائر رکھ دیے۔ سمندر بنائے ان آبی مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتے ہیں اور سمندروں کے ذریعے تجارت کرتے ہیں۔ آسمان کو چھت بنایا اور اس میں انگنت ستارے اور سیارے بنا کر آسمان کو انسان کیلئے مزین کیا انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس کو آزاد اور بے مقصد نہیں چھوڑا بلکہ بتایا کہ انس و جن کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی قرار دیا ہے اور پھر انسان کی ہدایت و رہنمائی کیلئے مختلف زمانوں میں اپنے انبیاء والرسل بھیجے جو انسانوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے رہے اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ خاتم الرسل ہیں اور اس سلسلے کی آخری الہامی کتاب قرآن حکیم ہے جو تا قیامت تمام انسانیت کو ہدایت کی طرف بلاتی اور راہنمائی فرماتی ہے حضرت محمد ﷺ خاتم الرسل ہیں آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا لہذا آپ کی تعلیمات تمام کائنات کے بسنے والے انسانوں کیلئے تا قیامت رشد وہدار ہدایت کا ذریعہ ہیں قرآن وسنت صرف ماننے والوں کیلئے ہی ضابطہ حیات نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کیلئے ہے اسلام انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر اپنے منکرین کا حق انسانیت ان سے چھینتا نہیں بلکہ قرار دیتا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن حکیم غیر مسلم اقلیتوں کو بھی برا بھلا کہنے سے بھی منع فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[2]

ترجمہ: اور تم ان معبودوں کو برا بھلا مت کہو جن کو وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں۔

---

[1] القرآن 17:70

[2] القرآن 6:108

یہ آیت کریمہ مذہبی رواداری کا درس دیتی ہے قرآن انتہا پسندی، بنیاد پرستی، بدعات، فرقہ پرستی اور جبر و تشدد کی سخت مذمت کرتا ہے کیونکہ یہ چیزیں معاشرتی امن تباہ کر دیتی ہیں اور انسان کو دوسرے انسانوں کے خون کا پیاسا بنا دیتی ہیں۔ اسلام روادارانہ اور عادلانہ معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے جس میں انسانی بنیادوں پر اکثریت اور اقلیت کے حقوق برابر ہیں۔ اسلام انسان کو یعنی اپنے پیروکاروں کو احسان، نیکی اور بھلائی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی رواداری اور مروت کی صفت کی بدولت اسلام کافروں اور مشرکوں کیساتھ کسی طرح کی زیادتی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ باطل معبودان کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے کیونکہ اگر تبلیغ کے جوش میں کوئی انسان دوسروں کے باطل معبودوں یا بتوں کو گالی گلوچ کرے گا تو اس سے نہ صرف تبلیغ کا مقصد فوت ہو جائے گا بلکہ غیر مسلم اس مبلغ سے متنفر ہو جائیں گے۔ کیونکہ دوسرے اس کی بدزبانی کی وجہ سے بدظن ہو جائیں گے اور اسلام کی طرف مائل نہیں ہوں گے قرآن تمام غیر مسلم اقلیتیں جو اسلامی ریاست کی ماتحت ہوں ان کو مکمل داخلی خود مختاری بھی عطا کرتا ہے۔

اقلیت کا مفہوم اور عمومی اقسام

لغوی تعریف

اقلیت عربی زبان کے لفظ "قلیل" سے ماخوذ ہے۔ اس کا مادہ ق ل ل ہے۔ اس کا معنی "تھوڑا" یا "کم" ہونا ہے۔ قلیل کی جمع "قلل" ہے۔ علامہ ازھری نے لفظ قلیل کو کم کے معنی میں استعمال کیا ہے۔[3] Gorge Percy Badger نے Minority کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

The state of being under, the smaller number[4]

ترجمہ: کسی ریاست میں کسی گروہ کی اوسطاً تعداد میں کمی اقلیت کہلاتی ہے۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں اقلیت سے مراد کسی ملک، ریاست یا خطے میں بسنے والے افراد کا وہ چھوٹا گروہ یا طبقہ جو رنگ، نسل، زبان، لباس، عادات و اطوار، رسم و رواج اور مذہب کے اعتبار سے اس خطے کے بڑے گروہ سے منفرد یا الگ تھلگ ہو۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں لفظ Minority کی اصطلاحی تعریف یوں ہے۔

---

[3] ابو منصور محمد بن احمد الازھری، **معجم تهذیب اللغة**، (لبنان: دار المعرفة، 2001ء)، 3:3036۔

[4] Badger Geroge Percy, *English Arabic Lexicon* (Beruit: Libraire, 1967), 631.

"A small group in a community or nation, differing from others in race, religion, language etc".[5]

ترجمہ: کسی معاشرے میں بسنے والے افراد کا وہ چھوٹا گروہ جو نسل، مذہب اور زبان وغیرہ میں بڑے گروہ سے مختلف ہو۔

The world Book Encyclopedia کے مقالہ نگار نے اقلیت کی تعریف میں کچھ وسعت پیدا کی ہے۔

People of racial, religious or cultural groups sometimes preserve their own way of life while they are living in a land that is controlled by large groups.[6]

ترجمہ: کسی خطے میں بسنے والے لوگوں کا ایسا چھوٹا گروہ جو نہ صرف مذہبی، لسانی اور نسلی اعتبار سے اکثریت سے مختلف ہوں بلکہ اپنے مذہب، عقائد اور نسل کی حفاظت بھی کر سکے تاکہ اکثریت اس پر اثر انداز نہ ہو۔

مندرجہ بالا تعریفات کی رو سے اقلیت سے مراد کسی ملک، ریاست یا خطے میں بسنے والے افراد کا ایسا چھوٹا گروہ ہے جو مذہب عقائد، زبان، رنگ و نسل کے اعتبار سے اکثریت سے تعداد میں کم اور منفرد ہو۔

قران اور تصورِ اقلیت

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو میں مکمل رہنمائی کرتا ہے. اسلام کسی خاص قوم، علاقے، نسل کے لیے نہیں ہے۔ اسلام تمام انسانوں کو مخاطب کرتا ہے اور یہ تاقیامت تمام لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے نسلی اور لسانی بنیادوں پر انسانوں کی تفریق اور اس پر مبنی اکثریت و اقلیت کا تصور قابل قبول نہیں ہے. اسلام کے نزدیک نسلی و لسانی اختلافات تفریق و امتیاز نہیں بلکہ یہ شناخت کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾۔[7]

ترجمہ: لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اور اللہ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور سب سے خبردار ہے۔

اس پیغام سے واضح ہو جاتا ہے کہ قران نسلی و لسانی یا عددی اقلیت کی بنا پر کسی گروہ کو حقوق سے محروم نہیں کرتا۔ اسلامی ریاست چونکہ ایک نظریاتی ریاست ہے اس لئے اس میں اکثریت اور اقلیت کی بنیاد پر حقوق و فرائض کا تعین نہیں ہوتا کیونکہ جدید معاشرہ انسانوں کو نسلی و لسانی اور جغرافیائی حدود کے اعتبار سے تقسیم کرتا ہے۔ اس لیے جدید قومیت میں تمام وہ

---

[5] Jonanth Crownth, *Oxford an English Arabic Lexicon*, Advanced Learner's Dictionary, (England: Oxford University Press, 1999), 772.

[6] James, J. Morris, *The World Book Encyclopedia* (Chicago: Field Enterprises Educational Corporation, 1958) 11:5110.

[7] القرآن 49:13

گروہ جو اکثریت سے کسی بناپر مختلف ہوں اقلیت کہلاتے ہیں اور اکثریتی گروہ کی نسلی شناخت کو قومی شناخت قرار دے کر باقی گروہوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ قومی شناخت کو اپنا کر اپنی شناخت کو کھو دیں جو کہ اقلیتوں کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔اسلام نسلی ولسانی امتیاز و تفریق کی پالیسی کے سخت خلاف ہے قران وحدت نسل انسانی کا نظریہ کا پیش کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾[8]

ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کوایک جاندار سے پیدا کیا۔

آنحضور ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ))[9]

ترجمہ: ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبہ سے بھلائی کرے۔

یعنی قرآن کی نظر میں تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں لہذا کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں،عددی کمی یا زیادتی کی بناپر حقوق میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ایک سیاسی ڈھانچے میں رہنے والے تمام افراد ہر لحاظ سے برابر ہوں گے چاہے ان کی زبان، نسل یا علاقے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ ملکی قانون کے اعتبار سے سب برابر درجے کے شہری ہوں گے۔قران کے نزدیک انسان کی تخلیق کا مقصد خدا کی عبادت ہے لہذا مذہب ہی انسان کی اصلی شناخت اور رب سے تعلق کا ذریعہ ہے۔اس بناپر قرآن انسانوں میں تفریق کرتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾[10]

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے۔

لہذا اگر اسلامی حکومت کے علاقے میں غیر مسلم آباد ہوں چاہے وہ نسل در نسل اسی علاقے میں رہ رہے ہوں چاہے انکی تعداد وہاں آباد غالب مسلمانوں سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو وہ پھر بھی اقلیت کہلائیں گے۔

غیر مسلموں کی اقسام

---

[8] القرآن 4:1

[9] محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب الادب، باب الشفقۃ والرحمۃ (دار الفکر بیروت، لبنان، 1991ء)، حدیث نمبر: 4998۔

[10] القرآن 64:2

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾[11]

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو گروہ میں تقسیم کیا ہے:

1) مومن ۲) کافر

غیر مسلموں کی اقسام تو بہت زیادہ ہیں اور ہر قسم کا ایک خاص نام ہے مثلاً اہل کتاب، شبہ اہل کتاب، صابی، مجوسی، دہریہ، مشرکین، منکرین رسالت، مرتدین اور قادیانی وغیرہ۔ان تمام غیر مسلموں کو جو اسلامی ریاست میں رہتے ہیں فقہاء کی اصطلاح میں ان کو اہل ذمہ کہا جاتا ہے۔ذیل میں ان کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

اہل کتاب

اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس الہامی کتب موجود ہوں قرآن کے علاوہ مثلاً یہودی وعیسائی۔قرآن مجید میں ہے:

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾[12]

ترجمہ: اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں جھگڑا کیوں کرتے ہو جبکہ تورات اور انجیل ان کے بعد نازل کی گئی کیا تم عقل نہیں کرتے۔

یوسف فیروزآبادی لکھتے ہیں؛

«ویقول الحنابلة و الشافعية ان اهل الكتاب هم اليهود والنصارىٰ فقط»[13]

ترجمہ: حنبلی اور شافعی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اہل کتاب صرف یہود و نصاریٰ ہیں۔

جبکہ احناف کہتے ہیں کہ:

---

[11] القرآن 64:2؛ القرآن: 3:65

[12] القرآن 3:65

[13] ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الفیروزآبادی، **اللمع فی اصول الفقہ** (مصر: مطبعۃ عیسیٰ البابی الحلبی، 1343ھ)، 10:44۔

«ویقول الا حناف ان کل من اعتقد دینا سماویا وله کتاب منزل کالتوراة والانجیل و صحف ابراهیم و سیش و زبور یعتبر من اهل الکتاب»[14]

ترجمہ: تمام وہ گروہ اہل کتاب میں شمار کیے جائیں گے جو کسی آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہو مثلاً تورات، انجیل، صحف ابراہیم و شیث اور زبور کو ماننے والوں کو اہل کتاب کہا جائے گا۔

میرے خیال کے مطابق حنابلہ اور شوافع کا قول راجح ہے کیونکہ قرآن حکیم میں صراحت سے یہود ونصاری کو اہل کتاب قرار دیا گیاہےاوران دوپر سب کا اتفاق بھی ہے۔

شبہ اہل کتاب

شبہ اہل کتاب سے مراد ایسا گروہ ہے جو تورات وانجیل کے علاوہ کسی کتاب کو مانتے ہوں اس میں دو گروہ ہیں۔

1) صابی (۲) مجوسی

صابی

صابی کا لغوی معنی جو خارج ہو جائے اور مائل ہو جائے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف اسی وجہ سے اہل عرب جو شخص مسلمان ہو جاتا وہ کہتے یہ صابی ہو گیا ہے ان کو صابی اسلیے کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کے دین سے نکل گئے اور انھوں نے ملائکہ اور ستاروں کی پوجا شروع کر دی۔ بیضاوی کہتے ہیں۔

((انهم قوم بین الیهودوالمجوس)) [15]"وہ یہود اور مجوس کی درمیانی قوم ہیں"۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

«أَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ»[16]"بے شک وہ اہل کتاب میں سے ہیں۔"

امام ابویوسف اور محمد کا قول ہے۔

«أنهم لَيْسُوا من أهل الْكتاب»[17]۔ وہ اہل کتاب میں سے نہیں ہیں۔

---

[14] محمد امین الشہر ابن عابدین، **حاشیہ دار المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار** (کراچی: ایچ. ایم. سعید کمپنی، س۔ن)، 3:37۔

[15] محی الدین الائی، **الدعوۃ الاسلامیۃ وطورھا فی شبہ القارۃ الھندیۃ** (دمشق: دار القلم، 1391ھ)، 231-232۔

[16] محی الدین ابی محمد عبد القادر محمد القرشی، **الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ** (مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الہند، 1332ھ)، 2:42۔

[17] ایضا 2:46۔

عبدالکریم زیدان نے اپنی کتاب "احکا م الذميين والمستا منين" میں ذکر کیا ہے۔

«انهم يعتقدون بالخالق عز و جل و يومنون و يدعون انهم يتبعون تعليم آدم و نبيهم يحيى جاء۔۔و عندهم كتاب يسمونهم (الكا نزابرا) اى صحف آدم ومن عباداتهم الصلوة دون سجود يودونها فى اليوم ثلاث مرات»۔[18]

ترجمہ: کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور یوم آخرت کو تسلیم کرتے ہیں اور انکا دعوی ہے کہ وہ حضرت آدم کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔اور ان کے نبی یحیی آئے۔۔۔اور انکے پاس ایک کتاب تھی جسے وہ (الكا نزابرا) من صحف آدم کہتے ہیں۔ان کی عبادات میں نماز بغیر سجدہ کے وہ دن میں تین دفعہ ادا کرتے تھے۔موجودہ زمانے میں صابی عراق میں موجود ہیں بہر حال راجح قول یہی ہے کہ یہ شبہہ اہل کتاب ہیں۔

مجوس

مجوس شبہ اہل کتاب ہیں اور ان کے بارے میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے بعض کی رائے ہے کہ یہ اہل کتاب ہیں۔امام شافعیؒ اور امام ابن حزمؒ کی رائے کے مطابق یہ اہل کتاب ہیں۔امام شافعی اسی مفہوم کی روایت حضرت علی سے نقل کرتے ہیں۔

«انا اعلم النا س بالمجوس كان لهم علم يعلمونه و كتاب يدرسونه وانما ملكهم سكر فوقع على ابنته او اخته فاطلع عليه اهل مملكة......قال اتعلمون ديناخيرا من دين آدم وقد ينكح بنيه وبناته واناعلى دين آدم ... وقداسرى على كتابهم فرفع بين اظهر هم وذهب العلم الذى فى صدورهم فهم اهل الكتاب»[19]

ترجمہ: میں مجوسیوں کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ان کے ہاں علم تھا جس کو وہ جانتے تھے اور کتاب تھی جسے وہ پڑھتے تھے۔ان کا بادشاہ تھا جس نے نشہ کی حالت میں بیٹی یا بہن سے جماع کر لیا جس کا اہل مملکت کو پتا چل گیا۔۔۔کہا کہ آدم کے دین سے بہتر کسی دین کو جانتے ہو؟۔وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا آپس میں نکاح کرتے تھے میں آدم کے دین پر ہوں۔۔۔اسی دوران انکی کتاب ان کے درمیان سے اٹھالی گئی اور جو علم ان کے سینوں میں تھا غائب ہو گیا۔سو یہ اہل کتاب ہیں۔

لیکن جمہور اہل علم ان کو اہل کتاب نہیں مانتے اسکی ایک واضح دلیل اسی روایت میں بھی موجود ہے کہ کتاب اگر تھی بھی تو ان سے اٹھالی گئی۔تو اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں اور نہ اپنے دین کا ان کے پاس علم ہے۔حضرت عبدالراحمن بن عوفؓ سے بھی ایک روایت ہے:

---

[18] شمس الدين ابوعبدالله محمد بن ابو بکر ابن قیم الجوزیة، **احکام اہل الذمة** (بیروت: دار الکتب العلمية، 1995ء)، 14۔

[19] الحافظ ابوعبید القاسم، **کتاب الاموال** (بیروت: دار الفکر، 1998ء)، 129-130۔

«قال انی آشهد لسمعت رسول الله یقول: سنوابهم اهل کتاب غیرنا کحی نسائهم ولا اکلی ذبائهم»[20]

ترجمہ: انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول کو کہتے سنا ہے ان کے بارے میں اہل کتاب کا طریقہ اختیار کرو البتہ ان کی عورتوں سے نکاح نہ کرنا اور ان کا ذبیحہ نہ کھانا۔

اس حدیث سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ اہل کتاب نہیں بلکہ شبہ اہل کتاب ہیں اگر اہل کتاب ہوتے تو ان کی عورتیں اور ذبیحہ جائز ہوتا۔

غیر اہل کتاب

اس میں دہریہ، مشرکین، منکرین رسالت، قادیانی اور مرتد آتے ہیں۔

دہریہ

«هم منكرون الخالق ويقولون لا اله ولا صنائع للعالم»[21]

دھریہ خالق کائنات کا انکار کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے اس دنیا میں چیزیں خود بخود وجود میں آجاتی ہیں۔

ان کا قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے:

﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ﴾[22]

ترجمہ: اور یہ بس ہماری دنیاوی زندگی ہے یہی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے۔

مشرک

ایسے گروہ کو کہتے ہیں جو اللہ کی ربوبیت کا اقرار تو کرتا ہے لیکن عبادت میں خدا کیساتھ اوروں کو بھی شریک کرتا ہے جس طرح بتوں کی پوجا مثلاً مشرکین عرب اور ہندو وغیرہ۔

منکرین رسالت

ابن عابدین کے مطابق؛

[20] شمس الدین محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیۃ، احکام اہل الذمۃ (بیروت: مکتبہ دار الجیل، 2001ء)، 31۔

[21] ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی، **تلبیس ابلیس** (مصر: مطبعۃ السادۃ، 1340ھ)، 41۔

[22] القرآن 45:24

« وهولاء یومنون با لله ولکنهم ینکرون بعثة الرسول فلا یومنون بنبیﷺولا رسول» [23]

"یہ گروہ اللہ پر تو ایمان رکھتا ہے لیکن رسالت کا منکر ہے کسی نبی یا رسول پر ایمان نہیں رکھتا۔"

قادیانی

اس فرقے کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ یہ فرقہ انیسویں صدی میں انگریزوں کی ایماء پر ہندوستان میں وجود میں آیا تاکہ مسلمانوں کو ان کے دین اور جہاد فی سبیل اللہ سے دور کر دیا جائے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہے، یہ کہتے ہیں کہ نبوت محمد ﷺ پر ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور اللہ حسب ضرورت رسول بھیجتا رہتا ہے اور غلام احمد قادیانی تمام انبیاء میں سے افضل ترین ہے۔

مرتد

لغوی معنی ہے: الراجع مطلقاً ً"یعنی پھرنے والا، بدلنے والا"۔ شرعی مفہوم ہے کہ:

«الراجع عن دین الاسلام الی الکفر»[24]

ترجمہ: یعنی دین اسلام سے کفر کی طرف پھرنے والا شخص مرتد کہلاتا ہے۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتیں

اسلامی ریاست میں موجود غیر مسلم اقلیتوں کو اہل ذمہ کہا جاتا ہے "الذمة" کے معنی ہوتے ہیں:

" عہد، ضمانت، کفالت، امان " چنانچہ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے معاہدہ ذمہ کی بنا پر انکی امان اور ضمانت میں آجاتے ہیں۔ معاہدہ ذمہ سے غیر مسلموں کو تقریباً وہی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو ریاست کی طرف سے مسلم رعایا کو " شہریت " ملنے پر دیئے جاتے ہیں۔

ذمی

ذمی کی تعریف منجد میں یوں ہے:

«الذی أمن علی ماله وعرضه ودمه واعطی الجزیة»[25]

---

[23] محمد امین الشہر ابن عابدین، **حاشیہ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار**، 3:287۔

[24] ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی ابن قدامہ، **المغنی** (المملکۃ السعودیۃ العربیۃ: دار العلم الکتب، 1995ء)، 125:8۔

[25] لوئس معلوف، **المنجد فی اللغۃ والاعلام** (بیروت: طبعۃ دار المشرق، س. ن)، 237۔

"یعنی وہ شخص جو اپنے مال، جان، جائیداد کی امان حاصل کرتا ہے جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ"

عمیم الاحسان نے ذمی کی تعریف اس انداز میں کی ہے۔

«هوالمعاهددمن الكفارلانه امن على ماله ودمه ودينه بالجزية»[26]

"ذمی کفار میں سے وہ معاہد ہے جو جزیہ کے بدلے اپنا مال، خون اور دین محفوظ کر لیتا ہے۔"

اہلِ ذمہ کی پانچ اقسام ہیں

مفتوحین

جو جماعت اسلام کے اقتدار اعلیٰ سے شکست کھا کر یا دوسرے عوارض کی بنا پر اپنے متوازی نظام کو چھوڑ کر اسلام کے سیاسی و معاشی نظام کو قبول کر لیتی ہے اور اس کے اقتدار اعلیٰ کی سرپرستی منظور کر لیتی ہے۔ ان کو جزیہ دینے کے بعد امان حاصل ہو جاتی ہے۔

سیدنا عمر نے ان کے متعلق حضرت عبیدہ کو لکھا:

«فاذا اخذت منهم الجزية فلاشى لک عليهم ولاسبيل»[27]

ترجمہ: جب ان سے جزیہ قبول کر لو تو پھر تم کو ان کے خلاف کسی اقدام کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔

معاہد

جس جماعت نے اپنے متوازی نظام کے باوجود اسلام کے اقتدار اعلی سے مغلوب ہو کر کوئی معاہدہ صلح کا معاملہ کر لیا ہو وہ کافر ہونے کے باوجود معاہد کہلاتی ہے۔

مستامن

دار الحرب کے حربی یا معاہد جماعتوں کے اگر بعض افراد تجارت یا وقتی ضرورت کیلئے خلیفۂ وقت یا اس کے عمال کی اجازت سے دار الاسلام میں آئے ہوں تو ان کو مستامن کہا جاتا ہے۔ المصباح المنیر میں مستامن کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے

«والمستامن بكسر الميم، هوالطالب للامان»[28]

ترجمہ: مستامن وہ شخص ہے جو امان طلب کرتا ہے۔

---

[26] عمیم الاحسان المجددی البرکتی والمفتی محمد السید، **قواعد الفقہ** (کراچی: الصدف پبلشرز، کراچی، 1986ء)، 300۔

[27] ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، **کتاب الخراج**، (دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان)، 84۔

[28] لوئس مالوف، **المنجد**، 12۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَه﴾[29]

ترجمہ: اور اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگ کر تمھارے پاس آنا چاہے (تاکہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اسے اس کے مامن تک پہنچادو۔

اس آیت سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ دار الحرب کے حربی اگر اسلامی ریاست میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو روکنا نہیں چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ دار لحرب کے پراگندہ ماحول سے تنگ آچکے ہوں اور اسلامی ریاست کے پرامن اور پاکیزہ ماحول کو دیکھ کر ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوں اور وہ قرآن پاک کی تلاوت سنیں اور اسلام قبول کرلیں۔

اہل صلح: بعض مصنفین نے معاہدین اور اہل صلح کو ایک ہی قسم قرار دیا ہے، البتہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اہل صلح کو معاہدین سے الگ ایک مستقل قسم قرار دیا ہے: "یہ وہ لوگ ہیں جن سے جنگ ہو رہی ہو اور جنگ کے کسی واضح نتیجہ پر پہنچنے سے قبل اسکے اختتام سے پہلے ہی ان سے مستقل یا عارضی مصالحت ہو گئی ہو اور فریقین کے درمیان جنگ بندی ہو گئی ہو۔ انکو اہل صلح یا مواد عین کہتے ہیں۔"[30] یعنی اہل صلح سے مراد وہ رعایا ہے جو کسی معاہدے کے ذریعے سے اسلامی حکومت کے تابع ہوئی ہو۔

محاربین: دار اسلام کی وہ رعایا ہے جو غیر مسلم ہو اور اسلامی حکومت کے خلاف حالت جنگ میں ہو یا وہ غیر مسلم حکومتیں جو اسلامی مملکت سے حالت جنگ میں ہوں یہ سب انسانی حقوق کے اعتبار سے مسلمانوں کے برابر ہوں گے لیکن اپنی خاص نوعیت کے اعتبار سے ان سے انکی حیثیت کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ مندرجہ بالا بحث سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہل ذمہ کی مختلف اقسام ہیں اور ایک قسم کے ان کی توعیت کے اعتبار سے حقوق و فرائض مختص ہیں۔

قرآن کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق

حق کا مفہوم

المنجد میں "حق" کے لغوی معنی ہیں سچائی، راستی، یقین، انصاف، ثابت شدہ۔ اس کی جمع "حقوق" ہے جبکہ کہا جاتاہے: حق هكذا، وہ اس کے لائق ہے۔ ایک اور جگہ آتا ہے: و لحق لا اتيك، بغیر تنوین کے یعنی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں تمہارے

---

[29] القرآن 9:6

[30] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور: اسلام کا قانون بین الممالک (بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، 1997ء)، ۲۲٤۔

پاس نہیں آؤنگا۔ حقوق الدار، گھر کے منافع۔[31] صاحب قاموس المحیط نے "حق" کا لغوی مفہوم اس طرح واضح کیا ہے: الحق یعنی الامرالمقتضی، الحق یعنی الملک، الحق یعنی الموت، الحق یعنی حق سے مراد فیصلہ شدہ امر ہے، حق سے مراد ملکیت بھی ہے اور حق سے مراد موت بھی۔[32] ابن منظور حق کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

«الحق نقیض الباطل»[33]

ترجمہ: حق باطل کے برعکس ہے۔

انگلش میں حق کے لیے "Right" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

Right: Good or justified, true or correct as a fact.[34]

حق کی اصطلاحی تعریف

Rights in fact, are those conditions of social life without which no man can seek, in general to be at his best.[35]

ترجمہ: حقوق معاشرتی زندگی کے وہ لوازم ہیں جن کے بغیر عام طور پر فرد اپنی ذاتی صلاحیت کو پورے طور پر بروئے کار نہیں لا سکتا۔

قرآن اور اقلیتوں کے مذہبی حقوق

اسلامی ریاست میں مقیم غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاملات کا اساسی اصول یہ ہے کہ چند متعین امور کے علاوہ انہیں مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں اور چند مستثنیات کے علاوہ ان پر مسلمانوں کی سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسلامی ریاست میں بسنے والی تمام غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کو یقینی بنائے گی اور انہیں اپنے مذہبی مراسم اور قومی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہو گی۔ اسلامی ریاست میں کسی بھی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام اقلیتوں کو اپنے مذہب پر عمل اور اپنے طریقے پر عبادت کرنے اور اپنی عبادت گاہیں

---

[31] لوئیس معلوف، **المنجد** (کراچی: دارالاشاعت، 1994ء)، 225۔

[32] محمد بن یعقوب فیروز آبادی، **قاموس المحیط** (دار الاحیا التراث العربی، بیروت لبنان)، 2:162۔

[33] جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، 1956ء)، 10:51۔

[34] Oxford Advanced Learner's, Dictionary, P: 1011

[35] H.J. Laski, *A Gamar of Politics* (London: Georgy Allen Union ltd, 1970), 91.

قائم کرنے کا حق عطا کرتا ہے۔اسلام تمام مذاہب خواہ الہامی ہوں یا غیر الہامی سب کو امن کے ساتھ زندہ رہنے کا حق دیتا ہے۔ اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق عطا کیے ہیں ان میں کمی نہیں کی جاسکتی اگرچہ اسلامی ریاست حالات اور ضرورت کے تحت مراعات اور آزادی میں اضافہ کرسکتی ہے۔اسلام نے اس قدر مذہبی آزادی عطا کی ہے کسی بھی دین و مذہب سے تعلق رکھنے والا فرد اپنے عقیدہ پر کاربند رہ سکتا ہے اور اسے اپنا دین چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کیلئے کسی طرح کا دباؤ ڈالا نہیں جا سکتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾۔[36]

"دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔"

قرآن حکیم نے یہ ضابطہ بنادیا ہے کہ کسی بھی شخص پر دین قبول کرنے کے معاملے میں جبر نہ کیا جائے کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اگر ایک شخص دل سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتا تو اسکو قبول اسلام پر مجبور کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اسلام تمام مذاہب کے معابد کی حفاظت اور احترام کا درس دیتا ہے اور جہاد کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاد کے ذریعے مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کو محفوظ بنادیتا ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴾۔[37]

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا زور ایک دوسرے کے ذریعے نہ گھٹاتا تو گرجے، کنائس، عبادت خانے اور مساجد جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے منہدم ہو گئے ہوتے۔

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾۔[38]

ترجمہ: جن معبودوں کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں برا نہ کہو۔

عقیدے کی آزادی کے متعلق اسلام نے محض جبر ہی سے نہیں روکا بلکہ یہ بھی حکم دیا ہے کہ دوسروں کے معبودوں کو برا بھلا کہہ کر ان کی دل آزاری بھی نہ کی جائے۔

﴿وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾[39]

ترجمہ: اور اللہ اگر چاہتا تو یہ لوگ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر پاسبان ہیں۔

---

[36] القرآن 2:256

[37] القرآن 22:40

[38] القرآن 6:108

[39] القرآن 6:107

اِن تمام آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے مذہب کے معاملے میں غیر مسلموں کو مکمل آزادی عطا کی ہے ہر طرح کے جبر سے انھیں محفوظ رکھا ہے۔ اسلامی تاریخ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ کبھی مسلمانوں نے کسی بھی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہو۔

اقلیتوں کے سیاسی حقوق

حضور ﷺ نے پہلی اسلامی و نظریاتی ریاست کی بنیاد مدینہ میں رکھی۔ مدینہ میں صرف مسلمان ہی آباد نہیں تھے بلکہ یہود بھی اسلام کی اس پہلی نظریاتی ریاست کے شہری تھے گویا اسلام کی یہ پہلی ریاست (pluralistic) تکثیری سوسائٹی تھی میثاق مدینہ میں دینی، مذہبی اور اعتقادی کے علاوہ سیاسی اور معاہداتی وحدت کا تصور بھی دیا گیا۔ یہ تصور سیاسی مفہوم کی ایک ایسی نئی توسیع تھا جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس معاہدہ میں اقلیتوں کو ہر طرح کے مذہبی، اخلاقی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی وسماجی اور سیاسی حقوق عطا کیے گئے۔ اس معاہدے کے آرٹیکل نمبر تین کے تحت معاہدے میں شامل فریقوں کو برابری کی سطح پر حقوق عطا کر کے ایک سیاسی وحدت قرار دیا گیا۔

أَنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ۔[40]

"باقی دنیا کے لوگوں سے میثاق مدینہ میں شامل فریقوں کو الگ حیثیت حاصل ہو گی"

اس چارٹر کی شق نمبر تیس کے مطابق:

((و إن يهود بني عوف أمة مع المؤمنين، لليهود دينهم، و للمسلمين دينهم)) [41]

ترجمہ: اور بنی عوف کے یہودی مومنین کے ساتھ سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کا دین۔

حضور ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے وقت ہی یہ بات باور کرادی کہ اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کو بھی سیاسی حقوق حاصل ہوں گے اور ریاست انھیں دوسرے درجے کا شہری خیال نہیں کرے گی۔ سب انسان برابر ہیں اور انھیں برابر حقوق حاصل ہیں تفریق مذہب وعقیدہ اور عددی اقلیت کی بنا پر کسی گروہ کو ان حقوق سے محروم نہیں کیا جا

---

[40] عبدالملک ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1995)، 2:115-116۔

[41] طاہر القادری، میثاق مدینہ: دنیا کا سب سے پہلا تحریری معاہدہ (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، 1998ء)، 53-54۔

سکتا۔ اسلام حدود قیود کے اندر رہ کر اقلیتوں کو سیاسی حقوق عطا کرتا ہے مثلاً شہریت کا حق، رائے اور اجتماع کا حق، تقریر و تحریر کی آزادی کا حق، سرکاری عہدوں کی تولیت وانتخاب اور مجلس نیابت کا حق۔

اقلیتوں کے معاشی حقوق

اسلامی ریاست تمام رعایا کے جسم و جان کی حفاظت کی طرح ان کے مال کی حفاظت کی بھی ذمہ دار ہے اور اس میں مسلم اور ذمی کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔

مال کے تحفظ کا حق

اسلام نے اقلیتوں کے اموال کو ہر قسم کی زیادتی سے تحفظ فراہم کیا ہے کیونکہ عقدِ ذمہ کی وجہ سے جس طرح ان کی جانیں محترم ہیں اسی طرح ان کا مال بھی محترم ہے اور اللہ تعالیٰ ناجائز طریقے سے دوسروں کے مال کھانے سے منع فرماتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾[42]

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کے اموال باطل طریقے سے مت کھاؤ اور حاکموں کی طرف مت لے کر جاؤ تاکہ تم لوگوں کے مال سے ایک حصہ ناجائز طریقے سے کھاؤ اور تم جانتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مطلق حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کے مال ظلم و زیادتی اور ناجائز طریقوں سے کھانے کے لئے حاکموں کے پاس مت لے جاؤ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ مطلق حکم ہے چاہے مال مسلمان کا ہو یا ذمی کا ناجائز طریقے سے کھانا حرام اور گناہ ہے۔ قرآن حکیم میں دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے والے کی سزا بھی بیان کی ہے اور یہ سزا مطلق مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۤءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[43]

ترجمہ: چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ سزا ہے جو انہوں نے کیا۔

---

[42] القرآن 4:29

[43] القرآن 5:28

دیوانی اور فوجداری قانون میں مسلمان اور غیر مسلم برابر ہیں۔ تعزیرات کا قانون مسلمان اور غیر مسلم کے لئے یکساں ہے جرائم کی جو سزا مسلم کو دی جائے گی وہی غیر مسلم کو لہذا فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ لہذا غیر مسلم کا مال مسلمان چرا لے یا مسلمان کا مال غیر مسلم چرا لے دونوں صورتوں میں اسلامی حد نافذ ہو گی۔

اسلامی حکومت میں کسب معاش کے سلسلے میں کسی قسم کی پابندی نہیں وہ ہر کاروبار کر سکتا ہے جو مسلمان کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ کاروبار جو ان کے ہاں جائز سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اسلام میں ان سے ممانعت ہے غیر مسلموں کو ان کے بارے میں بھی مکمل آزادی حاصل ہے۔ چنانچہ غیر مسلم اپنے درمیان شراب اور خنزیر کی خرید و فروخت میں آزاد ہیں۔ اگر مسلمان کسی غیر مسلم کی شراب یا خنزیر کو نقصان پہنچائے تو وہ اس کا تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔[44]

اقلیتوں کے معاشرتی و سماجی حقوق

اقلیتوں کے معاشرتی حقوق میں سب سے اولین حق جان کے تحفظ کا حق ہے۔

جان کے تحفظ کا حق

اللہ تعالیٰ نے لاتعداد مخلوقات پیدا کیں اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ قرانِ کریم نے ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ انسانی جان کی اہمیت پر اس قدر زور دیا ہے کہ اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ قران حکیم نے بہت سے مقامات پر انسانی زندگی کی اہمیت اور تقدس کو بیان کیا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے:

﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ﴾[45]

ترجمہ: اور جس نے خون کے بدلے یا فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے کسی انسان کو قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایک شخص چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم کو ناحق قتل کیا تو گویا اس نے روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسانوں کے قتل کا ارتکاب کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾[46]

---

[44] ابو بکر احمد بن علی بن الرازی، **احکام القرآن** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1994ء)، 1:465۔

[45] القرآن 5:32

[46] القرآن 2:194

ترجمہ: پس اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو مگر اسقدر جتنی اس نے تم پر کی۔

مندرجہ بالا تمام آیات میں اللہ تعالی نے مطلق انسان کی جان کی اہمیت کا ذکر کیا ہے اور انسان کی جان کے احترام پر زور دیا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر بحیثیتِ انسان سب برابر کے محترم ہیں۔ذمیوں کو اسی طرح جان کے تحفظ کا حق حاصل ہے جس طرح مسلمانوں کو۔ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل ذمہ کی جانیں معصوم ہیں اور ان کا قتل حرام ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) [47]

ترجمہ: جس نے کسی معاہد کو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالا تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

اسی حدیث کی بنا پر تمام فقہاء ذمی کے قتل کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں۔اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے ذمی کے ناحق قتل کے بارے فرمایا کہ وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ پائے گا۔یعنی وہ جنت میں داخل ہونا تو در کنار اس کو اس کی خوشبو بھی نصیب نہ ہو گی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) [48]

جس نے معاھد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک سونگھ نہیں پاے گا۔

آپ ﷺ کے اس فرمان عالیشان سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں غیر مسلموں کو کس قدر جان کا تحفظ فراہم کیا گیا ہے کہ معاھد کا قاتل جنت جانا تو دور کی بات جنت کی خوشبو تک کو سونگھ نہیں پاے گا۔ یہ بات اس گناہ کے ارتکاب کی شدت کو ظاہر کرتی ہے۔ لہذا ذمی کا قتل گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب دنیا اور آخرت میں سخت ترین سزا کا مستوجب ہے۔ اسلامی ریاست کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ موجود اھل ذمہ کے مال و جان کی اسی طرح حفاظت کرے گی جس طرح مسلمانوں کی کرنا ضروری ہے۔

نتائج البحث

اسلام کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے اس کو کسی فرد، جماعت، قوم، قبیلہ، نسل یا وطن کے ساتھ خاص نسبت نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہمہ گیر دین ہے جو اس نے بلا تفریق ملک وملت، رنگ ونسل، ہر غریب وامیر انسان کی ہدایت اور فلاح وبہبود کی غرض سے بھیجا ہے۔

---

[47] أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصري، **المسند**، تحقيق۔ محمد بن عبد المحسن التركي (مصر: دار هجر، 1999ء)، 2:205۔

[48] ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، 167-168۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کو الہامی کتب اور صحائف عطا کیے لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان انبیاء کے پیروکاروں نے اپنی شریعتوں میں تحریف کر دی اور نتیجتاً وہ اپنے انبیاء کی عطا کردہ اصل تعلیمات کو بھول گئے۔ قرآن کریم سے پہلے نازل کردہ آسمانی کتب میں اس قدر تحریف ہو چکی ہے کہ خود اہل کتاب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ موجودہ کتب کے اندر جو تعلیمات ہیں وہ واقعتاً وہی ہیں جو منزل من اللہ ہیں۔ قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے۔ اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود مالکِ کائنات نے لی ہے اس لیے یہ کتاب تا قیامت من و عن محفوظ رہے گی۔ چونکہ کل انسانیت اور اقوام عالم کے لیے یہ صحیفہ ہے لہذا قرآن انسانی معاشرے کے اندر کل انسانیت کو اجتماعیت میں پرونا چاہتا ہے اور اس کا خطاب کل انسانیت سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوْ ارَبَّكُمْ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾[49]

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعارفُوْا﴾[50]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

قرآن حکیم پوری انسانیت سے مخاطب ہے اور تمام انسانوں کو وحدت اور اتحاد کی طرف دعوت دے رہا ہے کہ در حقیقت تمام لوگ ایک آدم کی اولاد ہیں یعنی خدا بھی سب کا ایک اور باپ بھی ایک ہی ہے۔ لہذا قران حکیم میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو برابری کی سطح پر حقوق عطا کیے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ کس مذہب یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ قران تمام انسانیت کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ ہے لہذا چند مستثنیات کو چھوڑ مسلمان اور غیر مسلم اسلامی ریاست میں برابر کے حقوق رکھتے ہیں۔ اسلام نے غیر مسلموں کو برابر کے مذہبی، سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق عطا کیے ہیں۔ بلکہ معاشی میدان میں بہت سے معاملات میں غیر مسلموں کو مسلمانوں سے بھی زیادہ آزادیاں دی ہیں۔ یعنی وہ ذرائع آمدن جو اسلام میں تو حرام ہیں

[49] القرآن 4:14

[50] القرآن 49:13

لیکن اھل زمہ کے مزاہب میں جائز ہیں لہزا اسلام نے ان سے مسلمانوں کو روکا ہے مگر اسلامی ریاست میں اباد اقلیتوں کو ایسے کاروبار کرنے سے منع نہیں کیا۔ جیسکہ شراب کا کاروبارے یا حرام جانوروں کا گوشت استعمال کرنا۔ پس حاصل بحث یہ ہے کہ :

1. اسلام میں تصور اقلیت کا تعلق عقیدے سے ہے نا کہ عددی قلت یا کثرت سے۔
2. چند استثنائی صورتوں کے علاوہ، اھل ذمہ کو بھی مسلمانوں کی طرح تمام بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں۔
3. اسلام کلیتا غیر مسلمانوں سے تعلقات کی ممانعت نہیں کرتا بلکہ قلبی دوستی اور رازدان بنانے سے روکتا ہے۔
4. اسلامی ریاست میں اھل ذمہ پر دفاع کی ذمہ داری نہیں ڈالی جاے گی۔
5. اسلامی ریاست ان کے جان، مال، مذہبی آزادی اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ دار ہو گی۔
6. مسلم ریاست میں موجود اقلیتیں عبادات اور مذہبی معاملات میں ریاست کے قانون کی پابند نہیں ہوں گی، وہ اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق رکھتی ہیں۔
7. اھل کتاب کا ذبیحہ مسلمان کھا سکتے ہیں اور ان کی خواتین سے نکاح بھی جائز ہے۔

سفارشات

1. تمام مسلم ممالک میں ریاستی سطح پر الگ وزارت اقلیات ہونی چاہیے۔
2. اقلیتوں کے معاملات و تنازعات کے لیے ایسے جج اور قاضی ہوں جو ان کی مذہبی تعلیمات سے آگاہ ہوں اور ان کی روشنی میں فیصلے کریں۔
3. ان کے لیے الگ درسگاہیں موجود ہوں جہاں وہ اپنے عقیدے کے مطابق اپنی نئی نسل کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر سکیں۔